احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

روزنامہ
CPL 61
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسّمیع خان
PH: 0092 4524 213029

سوموار 22 نومبر 1999ء - 13 شعبان 1420 ہجری - 22 نبوت 1378 ہش جلد 49-84 نمبر 265

یقین اور ایمان

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ۔

یقین ایمان ہی کا دوسرا نام ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب قول النبی بنی الاسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ بات کہ محض اس یقین ہی سے انسان پاک زندگی بسر کر سکتا ہے اور گناہ کی موت سے بچ سکتا ہے۔ ایسی صاف ہے جس کے لئے ہم کو منطقی دلائل کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ خود انسان کی فطرت اور روزمرہؔ کا تجربہ اور مشاہدہ اس کے لئے زبردست گواہ ہیں کہ جب تک یہ یقین کامل نہ ہوگا کہ خدا ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے اور سزا دیتا ہے کوئی اور حیلہ کسی صورت میں کارگر ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن اشیاء کی تاثیرات کی عمدگی کا ہم کو علم ہے ہم کیسے دوڑ دوڑ کر ان کی طرف جاتے ہیں اور جن چیزوں کو اپنے وجود کے لئے خطرناک زہریں سمجھتے ہیں، ان سے کیسے بھاگتے ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھو اس جھاڑی میں اگر ہمیں یقین ہو کہ سانپ ہے تو کیا کوئی بھی ہم میں سے ہوگا جو اس میں اپنا ہاتھ ڈالے یا قدم رکھ دے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر کسی بل میں سانپ کے ہونے کا معمولی وہم بھی ہو تو اس طرف سے گذرنے میں ہروقت مضائقہ ہوگا۔ طبیعت خود بخود اس طرف جانے سے رکے گی۔ ایسا ہی زہروں کی بابت جب ہمیں علم پڑتا ہے۔ مثلاً اسٹرکنیا ہے کہ اس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے تو کیسے اس سے بچتے اور ڈرتے ہیں۔ ایک محلّہ میں طاعون ہو تو اس سے بھاگتے ہیں اور وہاں قدم رکھنا آتشیں تنور میں گرنا سمجھتے ہیں۔ اب وہ بات کیا ہے، جس نے دل میں خوف اور ہراس پیدا کیا ہے کہ کسی صورت میں بھی دل اس طرف کا ارادہ نہیں کرتا۔ وہ وہی یقین ہے جو اس کی مہلک اور مضر تاثیرات پر ہو چکا ہے۔ اس قسم کی بے شمار نظیریں ہم دے سکتے ہیں اور یہ ہماری زندگی میں روزمرہ پیش آتی ہیں۔

اب یہ بحثیں کہ گناہ سے بچنے کا یہ ذریعہ ہے یا فلاں حیلہ ہے، بالکل بے سود اور بے مطلب ہیں، کیونکہ جب تک الٰہی تجلّیات کے رعب اور گناہ کی زہر اور اس کے خطرناک نتائج کا پورا علم نہ ہو۔ ایسا علم جو یقین کامل تک پہنچ گیا ہو، گناہ سے نجات نہیں ہو سکتی۔ (-)

میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ گناہ سے بچنے کی سچی فلاسفی یہی ہے کہ گناہ کی ضرر دینے والی حقیقت کو پہچان لیں اور اس بات پر یقین کر لیں کہ ایک زبردست ہستی ہے جو گناہوں سے نفرت کرتی ہے اور گناہ کرنے والے کو سزا دینے پر قادر ہے۔

(ملفوظات جلد دوم ص 10)

"احباب جماعت کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کی طرف پوری توجہ کریں اور اس کو کامیاب بنانے میں پورا زور لگائیں"
(حضرت مصلح موعود)

عشرہ وصولی وقف جدید

26-نومبر تا 5 دسمبر 1999ء

○ ضروری گذارشات برائے امراء، صدر صاحبان، سیکرٹریان مال و سیکرٹریان وقف جدید:-

☆ یہ تسلی کر لیں کہ جماعت کے جملہ افراد بڑے اور بچے، مرد اور عورتیں تمام کے تمام مالی وسعت کے مطابق وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہوں۔

☆ ایسے احباب جنہوں نے وقف جدید کے وعدے کئے تھے مگر ادائیگی نہیں فرما سکے ان کو ادائیگی کے لئے تحریک کریں۔

☆ ایسے احباب جن کی طرف سے نہ وعدہ ہے اور نہ ادائیگی ہی ہوئی ہے ان سے حسب استطاعت وصولی کی جائے۔

☆ احباب کو تحریک کریں کہ اپنے وعدے سے کچھ نہ کچھ زائد ادائیگی فرمائیں۔

☆ وقف جدید کا اہم کام علاقہ نگرپارکر میں تعلیم و تربیت اور خدمت خلق ہے اس مد کا نام "امداد مراکز نگرپارکر" ہے۔ احباب اس مد میں حسب توفیق ضرور شامل ہوں۔

☆ وصول شدہ رقوم فوری بھجوانے کا انتظام فرمائیں۔

احباب جماعت کو دعا کی تحریک کریں کہ اللہ تعالیٰ وقف جدید کے جملہ مقاصد پورے فرمائے، اپنے فضل خاص سے مالی سال برکتوں سے اختتام پذیر فرمائے اور جملہ مجاہدین وقف جدید کو غیر معمولی برکتوں سے نوازے۔ آمین

نوٹ:- عشرہ کے بعد اپنی مساعی کی رپورٹ جلد مرکز بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(ناظم مال وقف جدید)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر - عبدالسمیع خان
پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت
2 روپے 50 پیسے

حافظ عبدالحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں نمبر 80

کلاس نمبر 472
ریکارڈ شدہ 24 مارچ 1999ء

قیصرانی قبیلہ

حضور انور نے فرمایا:-

آج آپ کے لئے ایک نظم رکھی ہوئی ہے۔ ہمارے ایک بہت ہی مخلص قیصرانی قبیلے کے سردار کے بیٹے یعنی سردار شیر بہادر خاں صاحب کے۔

ڈیرہ غازی خان کا قیصرانی ایک بہت بااثر اور بڑے رسوخ والا قبیلہ ہے۔ سردار شیر بہادر خان قیصرانی قبیلہ کے سردار تھے۔ جن کو آپ کے بڑے بھائی سردار امام بخش کے ذریعے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی توفیق ملی تھی۔ سب سے پہلے اس قبیلے میں سردار امام بخش صاحب احمدی ہوئے۔ پھر ان کے ذریعے جو قبیلے کے سردار تھے۔ شیر بہادر خان وہ احمدی ہوئے یہ اس زمانے میں پنجاب کے رؤسا میں ہمارے خاندان کے جو قادیان کے رؤسا تھے ان سے اوپر کا درجہ رکھتے تھے۔ جو کتاب رؤسائے پنجاب کی شائع ہوئی ہے اس سے ان کا نمبر اوپر آتا تھا۔ ان کا قصہ بڑا دلچسپ ہے میں نے شاید پہلے بھی آپ کو سنایا ہو۔ قصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ وائسرائے کا دربار لگا۔ پرنس آف ویلز آیا تھا۔ دربار میں دستور کے مطابق جو نسبتاً اونچے رؤسا تھے پہلے جن کا ذکر ہے ان کی کرسیاں آگے بچھتی تھیں اور جن رؤسا کا ذکر بعد میں آتا ہے ان کی کرسیاں درجہ بدرجہ اس کے بعد بچھتی تھیں۔ یہ انگریزی حکومت کا ایک دستور تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود میرے ابا جان مرحوم وہ بھی مدعو تھے۔ خلیفۃ المسیح کے طور پر نہیں بلکہ سردار کے طور پر مدعو تھے۔

آپ بھی اپنی کرسی پر جا کے بیٹھ گئے سردار شیر بہادر صاحب کی اچانک پیچھے کی طرف نظر پڑی دیکھا تو حضرت مصلح موعود پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

یہ اتنے باغیرت اور بہادر سردار تھے۔ کہ انہوں نے اسی وقت اپنی کرسی کا منہ موڑ لیا بادشاہ کی طرف، شہزادے کی طرف پیٹھ اور منہ حضرت مصلح موعود کی طرف۔ آپ کی دیکھا دیکھی سارے سرداروں نے اپنی اپنی کرسیوں کے منہ موڑ لئے۔ اوپر دربار میں افراتفری پڑ گئی کہ یہ تو شاید بغاوت ہو گئی ہے کوئی بات ہوئی ہے۔ فوری طور پر وائسرائے کا نمائندہ نیچے حاضر ہوا اور اس نے کہا سردار صاحب آپ کیوں ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ کیا بات ہے۔ اس نے کہا ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے۔

لیکن یہ میرا سردار ہے میں اس کی طرف پیٹھ نہیں کر سکتا۔ اسی وقت انہوں نے حضرت مصلح موعود کی کرسی آگے کی۔ اور پھر دوبارہ دربار شروع ہوا حالانکہ یہ بات انگریزی روایات کے برخلاف تھی کہ اس ترتیب کو بدلیں۔

یہ وہ خاندان ہے قیصرانی جو حضرت مسیح موعود کے زمانے میں احمدی ہوا اور وہاں حضرت اماں جان کے گھر میں ہی یہ لوگ ٹھہرے بھی رہے ہیں اور ان کی خواتین وہیں اماں جان کے پاس بے تکلف بیٹھا کرتی تھیں۔

اب رشید قیصرانی صاحب کا ذکر سنئے یہ کرنل حیات قیصرانی صاحب کے برادر نسبتی ہیں کرنل حیات قیصرانی رشید قیصرانی کی بہن کے میاں تھے۔

رشید قیصرانی

رشید المنار کے ایڈیٹر بھی ہوا کرتے تھے۔ مباحثوں میں ٹی آئی کالج کی طرف سے نمائندگی کرتے تھے۔ بہت اچھی تقریر کیا کرتے تھے اور بہت اچھی نظم کہتے تھے۔ اور نظم پڑھا کرتے تھے۔ ان کے تین شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ایک کا نام فصیل لب۔ فرمایا نام بھی دیکھو کتنے پیارے پیارے رکھے ہوئے ہیں یعنی ہونٹوں کی فصیل اس سے اوپر بات نہ نکلے۔ اور "صدیوں کا سفر" اور "نین جزیرے"

فرمایا بڑے رومانٹک نام رکھے ہوئے ہیں اور ہیں بھی رومانٹک ہی۔ آج ان کی ایک نظم پڑھنی ہے اس لئے یہ میں نے سارا تعارف کروا دیا ہے اب خدا کرے کہ یہ سن رہے ہوں۔ ورنہ پھر بار بار کیسٹ لگانی پڑتی ہے..... ایک ان کی نظم یوم پاکستان پر یعنی 23 مارچ کے اوپر وہ بہت اعلیٰ درجے کی ہے۔ وہ کسی وقت عدیلہ گل نے ریکارڈ کی تھی..... وہ میں نے فرینہ کے پاس رکھوا دی تھی فرینہ کو سوجھی ہے کہ اس نے وہ کیسٹ نکال کے اب میرے سامنے پیش کر دی ہے بعض کیسٹیں اس کے پاس میں نے امانتاً رکھوائی ہوئی تھیں۔ اس میں جب میں نے دیکھا تو ایک یہ نظم تھی اس کو عین وقت پر خیال آیا ہے ..... اس کے فوراً بعد اس نے میری ایک پرانی نظم پڑھی ہوئی ہے جو میں نے گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانے میں کہی تھی۔ اس زمانے کی عام سی نظم ہوا کرتی تھی اس لئے معاف کر دینا۔ مگر عدیلہ نے پڑھی بہت اچھی ہے۔ اب میں دونوں نظموں کو باری باری سنواؤں گا۔ پہلے یوم پاکستان پر رشید قیصرانی کی نظم اس کے بعد میرے والی بچپن کی نظم۔

وطن کا گیت

تری طلب تری خوشبو ترا نمو بولے
مرے وطن مری رگ رگ میں صرف تو بولے

نفس نفس میں تیرے سانس کی گواہی دوں
مرے بدن میں مرا دل مرا لہو بولے

صدا کی لہریں ہم اک دوسرے کے گرد بُنیں
میں قریہ قریہ پکاروں تو کو بہ کو بولے

میں حرف حرف سجا لوں صحیفہ دل پر
تو برگ برگ سرِ شاخ آرزو بولے

وہ دن بھی آئے کہ لکھوں میں شش جہت ترا نام
ترا علم تری سج دھج بھی چار سو بولے

وہ دن بھی آئے کہ مہکے ترا گلاب شباب
چمن چمن ترا انداز رنگ و بو بولے

وہ دن بھی آئے کہ لکھا ترا امر ٹھہرے
جو تو کہے وہی دنیا بھی ہو بہو بولے

مرے وطن سر مینار نور تابہ ابد
تو چاند بن کے اندھیروں کے رو برو بولے

خموش کیوں ہے یہ مسکن قلندروں کا رشید
کوئی تو وجد میں آئے کوئی تو ھو بولے

حضور کا کلام

بہیں اشک کیوں تمہارے انہیں روک لو خدارا
مجھے دکھ قبول سارے یہ ستم نہیں گوارا

ہو کسی کے تم سراپا مگر آہ کیا کروں میں
مری روح بھی تمہاری میرا جسم بھی تمہارا

میں غم و الم کی موجوں سے الجھ رہا ہوں تنہا
مجھے آ کے دو سہارا مجھے تھام لو خدارا

مری دل شکستگی پر مجھے غرق غم سمجھ کر
وہ جو ایک آرزو تھی وہی کر گئی کنارا

مجھے اذن مرگ دے کر وہ افق پہ چاند ڈوبا
وہ مرا نصیب لے کر کوئی بجھ گیا ستارا

لو ڈھلک گیا وہ آنسو کہ جھلک رہا تھا جس میں
تری شمع رخ کا پرتو ترا عکس پیارا پیارا

ہے مجھے تلاش اس کی جو کبھی کا کھو چکا ہے
مجھے جستجو کا کر کے کہیں دور سے اشارا

مجھے چھوڑ کر گئے ہو میرا صبر آزمانے
تو سنو کہ اب نہیں ہے مجھے ضبط غم کا یارا

تحائف

قرۃ العین اور ذنوبیہ عفت نے پرتگال سے اپنے ہاتھ سے تصاویر بنا کر بھیجیں۔ ان پر لکھا ہوا تھا۔

پیارے آقا اور اردو کلاس کو عید مبارک

حضور انور نے فرمایا:-

دیکھو کہاں کہاں سے آپ لوگوں کے لئے تحفے آتے ہیں۔

اوپر کبوتر کی تصویر بنی ہوئی تھی اسی سے حضور ایدہ اللہ نے گفتگو کو کچھ اس طرح آگے بڑھایا۔

کبوتر

کبوتر پیغام رسانی کی نشانی ہے۔ کبوتر کے اوپر پیغام باندھ کے لٹکا دیا کرتے تھے وہ واپس اپنے گھر اڑ جایا کرتا تھا۔ یہ ایک ایسی چیز تھی کہ جب جنگ میں دوسرے ذرائع رسل و رسائل کے ناکام ہو گئے کیونکہ پکڑے جاتے تھے۔ کبوتر ٹرینڈ کر کے انگلستان میں کبوتر کے ذریعہ خفیہ خبریں پہنچ رہی تھیں کیونکہ کبوتر میں یہ خوبی ہے کہ سینکڑوں میل تک اس کی جو اندرونی Sence ہے اس کو جو خدا تعالیٰ نے سمجھ دی ہوئی ہے کہ اپنے ملک میں واپس پہنچنا ہے اتنا اونچا اڑ جاتا ہے وہاں سے پھر دور تک دیکھ لیتا ہے بادل بھی ہوں تب بھی بغیر دیکھے صحیح سمت میں اڑتا ہے۔ جو پیغام اس کے گلے میں ڈالنا ہو وہ اس کے ساتھ باندھ دیتے ہیں پھر وہ اڑ کے چلا جاتا ہے۔ جنگ عظیم میں واقعتاً کبوتر کا استعمال بہت ہی مخفی پیغام رسانی کے لئے کیا گیا تھا۔ اس لڑکی نے جو کبوتر بنایا ہے یہ اردو کلاس والوں سے زیادہ ہوشیار ہے آپ لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی مگر اس نے کبوتر بنا کے بتایا ہے کہ میری محبت آپ کو پہنچ رہی ہے ایک شعر بھی ہوا کرتا تھا۔

چلا چل لفافے کبوتر کی چال
کہ لا میرے پیارے کا جلدی جواب

ایک نظم

زکریا صاحب نے "دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو" والی نظم کی تعریف کی۔

ایک اور نظم کے حوالے سے انہوں نے لکھا کہ منیر احمد جاوید صاحب نے پڑھی تھی بڑا سوز تھا۔ حضور انور نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:-

ہمارے منیر جاوید صاحب بے چاروں کو تو پرسوز نظم پڑھنے کا وہم بھی نہیں آ سکتا باقی ہر فن مولا ہیں۔ نظم پڑھنے کے نہیں۔ یا شاید ہوں مگر ہمیں پتہ نہیں۔

مگر منیر جاوید جو لاہور والے ہیں مریم کے چچا لگتے ہیں ان کی آواز بہت اچھی ہے

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اس کی عظمت
لرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت

ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اس کی صنعت اس سے کرو محبت

غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اس کی غیرت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن رشید

اللہ تعالیٰ سمیع و مجیب ہے

حضرت مسیح موعود کی پُر معارف تحریرات

حقیقی خدا دانی

حقیقی خدا دانی تمام اسی میں منحصر ہے کہ اس زندہ خدا تک رسائی ہو جائے کہ جو اپنے مقرب انسانوں سے نہایت صفائی سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اپنی پُر شوکت اور لذیذ کلام سے ان کو تسلی اور سکینت بخشتا ہے اور جس طرح ایک انسان دوسرے انسان سے بولتا ہے ایسا ہی یقینی طور پر جو بکلی شک و شبہ سے پاک ہے ان سے باتیں کرتا ہے۔ ان کی بات سنتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے اور ان کی دعاؤں کو سن کر دعا کے قبول کرنے سے ان کو اطلاع بخشتا ہے۔ اور ایک طرف لذیذ اور پُر شوکت قول سے اور دوسری طرف سے معجزانہ فعل سے اور اپنے قوی اور زبردست نشانوں سے ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ میں ہی خدا ہوں۔ وہ اول پیشگوئی کے طور پر ان سے اپنی حمایت اور نصرت اور خاص طور کی دستگیری کے وعدے کرتا ہے اور پھر دوسری طرف اپنے وعدوں کی عظمت بڑھانے کے لئے ایک دنیا کو ان کے مخالف کر دیتا ہے اور وہ لوگ اپنی تمام طاقت اور تمام مکر و فریب اور ہر ایک قسم کے منصوبوں سے کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے ان وعدوں کو ٹال دیں جو اس کے ان مقبول بندوں کی حمایت اور نصرت اور غلبہ کے بارے میں ہیں۔ اور خدا ان تمام کوششوں کو برباد کرتا ہے۔ وہ شرارت کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ اور خدا اس کی جڑ باہر پھینکتا ہے وہ آگ لگاتے ہیں اور خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔ وہ ناخنوں تک زور لگاتے ہیں۔ آخر ان کے منصوبوں کو انہی پر الٹا کر مارتا ہے۔ خدا کے مقبول اور راستباز نہایت سیدھے اور سادہ طبع اور خدا تعالیٰ کے سامنے ان بچوں کی طرح ہوتے ہیں جو ماں کی گود میں ہوں اور دنیا ان سے دشمنی کرتی ہے کیوں کہ وہ دنیا میں سے نہیں ہوتے اور طرح طرح کے مکر اور فریب ان کی بیخکنی کے لئے کئے جاتے ہیں۔ قومیں ان کے ایذاء دینے کے لئے متفق ہو جاتی ہیں۔ اور تمام نااہل لوگ ایک ہی کمان سے ان کی طرف تیر چلاتے ہیں۔ اور طرح طرح کی افتراء اور تہمتیں لگائی جاتی ہیں تاکہ کسی طرح وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کا نشان نہ رہے مگر آخر خدائے تعالیٰ اپنی باتوں کو پوری کر کے دکھلا دیتا ہے۔ اسی طرح ان کی زندگی میں یہ معاملہ ان سے جاری رہتا ہے کہ ایک طرف وہ مکالمات صحیحہ واضحہ یقینیہ سے مشرف کئے جاتے ہیں اور امور غیبیہ جن کا علم انسانوں کی طاقت سے باہر ہے ان پر خدائے کریم و قدیر اپنے صریح کلام کے ذریعہ سے منکشف کرتا رہتا ہے۔ اور دوسری طرف معجزانہ افعال سے جو ان اقوال کو سچ کر کے دکھلاتے ہیں ان کے یقین کو نور علیٰ نور کیا جاتا ہے اور جس قدر انسان کی طبیعت تقاضا کرتی ہے کہ خدا کی یقینی شناخت کے لئے اس قدر معرفت چاہئے وہ معرفت قولی اور فعلی تجلی سے پوری کی جاتی ہے یہاں تک کہ ایک ذرہ کے برابر بھی تاریکی درمیان میں نہیں رہتی۔ یہ خدا ہے۔ جس کے ان قولی فعلی تجلیات کے بعد جو ہزاروں انعامات اپنے اندر رکھتی ہیں اور نہایت قوی اثر دل پر کرتی ہیں انسان کو سچا اور زندہ ایمان نصیب ہوتا ہے اور ایک سچا اور پاک تعلق خدا سے ہو کر نفسانی غلاظتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور تمام کمزوریاں دور ہو کر آسمانی روشنی کی تیز شعاؤں سے اندرونی تاریکی الوداع ہوتی ہے۔ اور ایک عجیب تبدیلی ظہور میں آتی ہے۔

پس جو مذہب اس خدا کو جس کا ان صفات سے متصف ہونا ثابت ہے پیش نہیں کرتا اور ایمان کو صرف گذشتہ قصوں، کہانیوں اور ایسی باتوں تک محدود رکھتا ہے جو دیکھنے اور کہنے میں نہیں آئی ہیں۔ وہ مذہب ہرگز سچا مذہب نہیں ہے اور ایسے فرضی خدا کی پیروی ایسی ہے کہ جیسے ایک مردہ سے توقع رکھنا کہ وہ زندوں جیسے کام کرے گا۔ ایسے خدا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے جو ہمیشہ تازہ طور پر اپنے وجود کو آپ ثابت نہیں کرتا گویا وہ ایک بت ہے جو نہ بولتا ہے اور نہ سنتا ہے اور نہ سوال کا جواب دیتا ہے۔ اور نہ اپنی قادرانہ قوت کو ایسے طور پر دکھا سکتا ہے جو ایک پکا دہریہ بھی اس میں شک نہ کر سکے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن نمبر21 ص 32-31)

صفات الٰہیہ معطل نہیں ہوتیں

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے۔ پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا۔ ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہو گا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالیٰ مکالمات و مخاطبات کرتا رہے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن نمبر21 ص 355)

پُرشوکت کلام

یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے۔ اس لئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو ان کے معروضات کا جواب دیتا ہے۔ اور یہ سوال و جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں۔ جب بندہ عجز و نیاز کے رنگ میں ایک سوال کرتا ہے تو اس کے بعد چند منٹ تک اس پر ایک ربودگی طاری ہو کر اس ربودگی کے پردہ میں اس کو جواب مل جاتا ہے پھر بعد اس کے بندہ اگر کوئی سوال کرتا ہے تو پھر دیکھتے دیکھتے اس پر ایک اور ربودگی طاری ہو جاتی ہے اور بدستور اس کے پردہ میں جواب مل جاتا ہے اور خدا ایسا کریم اور رحیم اور حلیم ہے کہ اگر ہزار دفعہ بھی ایک بندہ کچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور حکمت اور مصلحت کی بھی رعایت رکھتا ہے۔ اس لئے بعض سوالات کے جواب میں اظہار مطلوب نہیں کیا جاتا.......

ماسوا اس کے شیطان گونگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گونگے کی طرح وہ فصیح اور کثیرالمقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے اور یا چند گھنٹہ تک سلسلہ کلام کا سوالات کے جواب دینے میں جاری رکھ سکے۔ اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور وہ عاجز بھی ہے اپنے الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی غیب گوئی کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا۔ اور اس کا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے۔ پُر شوکت اور بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ مخنثوں کی طرح اس کی آواز دھیمی ہے۔ انہیں علامات سے شیطانی وحی کو شناخت کر لو گے۔ لیکن خدا تعالیٰ گونگے اور بہرے اور عاجز کی طرح نہیں وہ سنتا ہے اور برابر جواب دیتا ہے اور اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت اور بلندی آواز ہوتی ہے۔ اور کلام پُر اثر اور لذیذ ہوتا ہے۔ اور شیطان کا کلام دھیما اور زنانہ اور مشتبہ رنگ میں ہوتا ہے۔ اس میں ہیبت اور شوکت اور بلندی نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے اور اس میں بھی کمزوری اور بزدلی ٹپکتی ہے مگر خدا کا کلام تھکنے والا نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور بڑے بڑے غیبی امور اور اقتداری وعدوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور خدائی جلال اور عظمت اور قدرت اور قدوسی کی اس سے بو آتی ہے۔ اور شیطان کے کلام میں یہ خاصیت نہیں ہوتی۔ اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک میخ فولادی کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر کرتا ہے اور دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اور جس پر نازل ہوتا ہے اس کو مرد میدان کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا جاوے یا اس کو پھانسی دیا جاوے یا ہر ایک قسم کا دکھ جو دنیا میں ممکن ہے پہنچایا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزتی اور توہین کی جائے یا آتش سوزاں میں بٹھایا جاوے یا جلایا جاوے۔ وہ کبھی نہیں کہے گا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو میرے پر نازل ہوتا ہے کیوں کہ خدا اس کو یقین کامل بخش دیتا ہے اور اپنے چہرے کا عاشق کر دیتا ہے۔ اور جان اور عزت اور مال اس کے نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک تنکا۔ وہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتا اگرچہ تمام دنیا اس کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے اور توکل اور شجاعت اور استقامت میں بے مثل ہوتا ہے مگر شیطان سے الہام پانے والے یہ قوت نہیں پاتے وہ بزدل ہوتے ہیں کیوں کہ شیطان بزدل ہے۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد نمبر22 ص 142 تا 144)

روحانی قانون قدرت

خدا کا نام ملہم اور منزل الوحی بھی ہے اور خدا کی صفات کی نسبت تعطل اور بیکاری جائز نہیں بلکہ جیسا کہ جسمانی تربیت کے لحاظ سے خدا ہمیشہ رزاق ہے۔ ایسا ہی اس کا روحانی رزق بھی روحانی تربیت کے لئے کبھی منقطع نہیں ہوتا اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ہمارے پہلے بزرگوں کی خوراک کے لئے زمین سے اناج پیدا ہوتا تھا آسمان سے بارش ہوتی تھی۔ اب ہمارے زمانہ میں اس قانون قدرت میں فرق نہیں آیا بلکہ ہمارے لئے بھی زمین اناج پیدا کرنے کے لئے موجود ہے بشرطیکہ ہم خود سعی اور کوشش میں کاہل نہ ہو جائیں۔ اور پانی بھی اپنے وقتوں پر ضرور برستا ہے اور یہ الگ امر ہے کہ ہم خود اس پانی سے فائدہ نہ اٹھاویں۔ پھر جب کہ خدا تعالیٰ کا جسمانی قانون قدرت ہمارے لئے اب بھی وہی موجود ہے جو پہلے تھا تو پھر روحانی قانون قدرت اس زمانہ میں کیوں بدل گیا؟ نہیں ہرگز نہیں بدلا۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 80)

کیفیات

مکالمہ الٰہیہ کے وقت میں جو انسان کو ایک قسم کی نیند اور غنودگی آتی ہے۔ جس غنودگی کی حالت میں خدا کا کلام دل پر نازل ہوتا ہے وہ غنودگی اسباب مادیہ کی حکومت اور تاثیر سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بالکل باہر ہے اور اس جگہ طبعی کے تمام اسباب اور علل معطل اور بیکار رہ جاتے ہیں مثلاً جب ایک صادق انسان جس کا درحقیقت خدا تعالیٰ سے محبت اور وفا کا تعلق ہے اپنے اس جوش تعلق میں اپنے رب کریم سے کسی حاجت کے متعلق کوئی سوال کرتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ وہ ابھی اسی دعا میں مشغول ہوتا ہے کہ ناگاہ ایک غنودگی اس پر طاری ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی آنکھ کھل جاتی ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اس سوال کا جواب اس غنودگی کے پردہ میں نہایت فصیح و بلیغ الفاظ میں اس کو مل جاتا ہے وہ الفاظ اپنے اندر ایک شوکت اور لذت رکھتے ہیں۔ اور ان میں الوہیت کی طاقت اور قوت چمکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور میخ آہنی کی طرح دل کے اندر دھنس جاتے ہیں۔ اور وہ الہامات اکثر غیب پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک سوال کے بعد وہ صادق بندہ اسی پہلے سوال کے متعلق کچھ اور عرض کرنا چاہتا ہے یا کوئی نیا سوال کرتا ہے تو پھر غنودگی اس پر طاری ہو جاتی ہے اور ایک سیکنڈ تک یا اس سے بھی کمتر حالت میں وہ غنودگی کھل جاتی ہے اور اس میں سے پھر ایک پاک کلام نکلتا ہے۔ جیسے ایک میوہ کے غلاف میں سے اس کا مغز نکلتا ہے جو نہایت لذیذ اور پُر شوکت ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ خدا جو نہایت کریم اور رحیم اور اخلاق میں سب سے بڑھا ہوا ہے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہے اور جواب دینے میں نفرت اور بیزاری ظاہر نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ اگر ساٹھ (60) یا ستر (70) یا سو (100) دفعہ سوال کیا جائے تو اس کا جواب اسی صورت میں اور اسی پیرایہ میں دیتا ہے۔ یعنی ہر ایک سوال کے وقت ایک خفیف سی غنودگی وارد حال ہو جاتی ہے۔ اور کبھی ایک بھاری غنودگی اور ربودگی طاری حال ہو جاتی ہے کہ گویا انسان ایک غشی کی حالت میں پڑ گیا ہے اور اکثر عظیم الشان امور میں اس قسم کی وحی ہوتی ہے اور یہ وحی کی تمام قسموں میں سے برتر و اعلیٰ ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن نمبر 23۔ ص 111، 112)

روحانی تجارب

انسان باوجودیکہ ہزارہا برسوں سے اپنے علوم طبعیہ اور ریاضیہ کے ذریعہ سے خدا کی قدرتوں کے دریافت کرنے کے لئے جان توڑ کوششیں کر رہا ہے۔ مگر ابھی اس قدر اس کے معلومات میں کمی ہے کہ اس کو نامراد اور ناکام ہی کہنا چاہئے۔ صدہا اسرار غیبیہ اہل کشف اور اہل مکالمہ الٰہیہ پر کھلتے ہیں۔ اور ہزارہا راستباز ان کے گواہ ہیں۔ مگر فلسفی لوگ اب تک ان کے منکر ہیں۔ جیسا کہ فلسفی لوگ تمام مدار ادراک معقولات اور تدبر اور تفکر دماغ پر رکھتے ہیں۔ مگر اہل کشف نے اپنی صحیح رویت اور روحانی تجارب کے ساتھ معلوم کیا ہے کہ انسانی عقل اور معرفت کا

باقی صفحہ 7 پر

محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر

حضرت سیدہ چھوٹی آپا کی بعض صفات حسنہ

قلمی خدمت

حضرت چھوٹی آپا کو جن خدمات کی توفیق ملی ان میں سرفہرست وہ قلمی کام ہے جو حضرت مصلح موعود کی نگرانی میں آپ نے کیا۔ بتاتی تھیں کہ شادی کے شاید پہلے دوسرے دن ہی حضرت مصلح موعود نے مجھے کوئی چھوٹی سی بات لکھوانے کے لئے قلم دیا اور پھر مجھے قلم تھما ہی دیا۔

حضور کے الہامات۔ تقاریر کے نوٹس۔ نظمیں۔ خطوط کے جوابات۔ مضامین۔ طبّی نسخے۔ عطر کے نسخے۔ حساب کتاب بہت کثرت سے آپ نے لکھے۔ حضور کی بیماری میں تو عملاً پرائیویٹ سیکرٹری کے کام کا بہت سا حصہ حضرت چھوٹی آپا کے ہاتھوں ہوتا تھا۔ تفسیر صغیر کا عظیم الشان ترجمہ حضور نے آپ کو ہی لکھوایا۔

مادرانہ شفقت

چھوٹی آپا کی ایک نمایاں خوبی جماعت کی خواتین اور بچیوں کے لئے مادرانہ شفقت کا انداز تھا ہر ایک سے ملتیں۔ نہ دن نہ رات۔ ہر ایک سے یکساں ملاقات کا انداز۔ نہ غریب سے کوئی فرق نہ امیر و اہل ثروت سے کوئی جھجک۔ کوئی اپنا مسئلہ پیش کر رہا ہے کوئی دعا کی درخواست کر رہا ہے کوئی مشورہ مانگ رہا ہے کوئی رہنمائی طلب کر رہا ہے۔ ہر ایک کی شادی میں شامل ہوتیں۔ ہر ایک مریض کی عیادت کرتیں۔ ہر ایک ولادت پر گھر جا کر مبارک باد دیتیں۔ خوشی کے مواقع پر گھر والوں کو تحفہ دیتیں کبھی اپنے ہاتھ سے نومولود بچوں کے لئے سویٹر بن کر پیش کرتیں۔ غمی کے مواقع پر گھروں میں جا کر دلجوئی کرتیں۔ کئی مواقع پر زچہ کی نگہداشت کے لئے کئی کئی دن ہسپتال جا کر رہتیں۔

عشق قرآن

حضرت مصلح موعود کو قرآن مجید سے عشق تھا یہ عشق حضرت چھوٹی آپا کو بھی ملا۔ خود تو قرآن پڑھتی تھیں نوٹس لیتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ترجمہ کلاس اور درس القرآن MTA پر باقاعدہ اور بڑے اہتمام سے سنتیں اور قرآن شریف ہاتھ میں ہوتا۔ قرآن مجید جس کو استعمال کرتی تھیں چند دن قبل میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ 100-100 صفحات دو دو سو صفحات کے فاصلہ سے آیات پر Cross ریفرنس ہے۔ بتاتی تھیں کہ حضرت مصلح موعود نے ان کو پڑھانے کے لئے قرآن شریف کے ایک درس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ بعض واقفین زندگی نے بھی اس درس میں شامل ہونے کی خواہش کی چنانچہ حضور نے اوپر کمرہ میں یہ درس جاری کر دیا اور واقفین بیت مبارک کی چھت پر بیٹھتے اور درس میں شامل ہوتے۔ یہاں ربوہ میں چھوٹی آپا صبح بہت سویرے لڑکیوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیتی تھیں بیچ میں اٹھ کر ایک پیالی چائے پیتی تھیں یہ لڑکیاں مختلف محلوں سے آتی تھیں اور یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ جو لڑکی ترجمہ آپ سے پڑھ لیتی اس کی شادی (غیر متوقع طور پر) ہو جاتی۔ آج ہی ایک دوست جو شاید بہاول نگر سے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے تھے بتا رہے تھے کہ میری بیٹی نے ابھی 22 سیپارے چھوٹی آپا سے ترجمہ مکمل نہیں کئے تھے کہ اس کی شادی ہو گئی۔ (ان کی شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے)

صبر و ضبط

ایک صفت جو میں نے بہت قریب سے ان میں دیکھی وہ غیر معمولی صبر و ضبط کی صفت تھی۔ حضرت مصلح موعود کی وفات دل ہلا دینے والا صدمہ تھی مگر انتہائی صبر و سکون کے ساتھ اس کو برداشت کیا۔ سفر میں گرمی دھوپ پیاس پر سب لوگ تکلیف کا اظہار کرتے مگر چھوٹی آپا کی زبان پر کبھی شکایت کا حرف نہ آتا۔ گھٹنے کی تبدیلی کے آپریشن۔ پتہ نکالنے کا آپریشن۔ پیٹ کا آپریشن کے مواقع پر میں بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا اور ان کے صبر و ضبط نفس کا عینی شاہد ہوں۔

وسعت مطالعہ

چھوٹی آپا کا مطالعہ بہت وسیع تھا رات کو خاصی دیر سے سوتی تھیں اور رات گئے تک مطالعہ کرتی تھیں۔ مگر نمازوں میں ناغہ کا کوئی تصور نہ تھا۔ الحاح کے ساتھ اول وقت نماز ادا کرتی تھیں۔ گھٹنوں میں شدید درد کی تکلیف تھی مگر نماز میں تساہل کا کوئی سوال نہ تھا۔ اور روزہ کی پابندی تو اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک سال میں نے اور بی بی نے ڈاکٹر کو کہہ کر ڈاکٹری ہدایت دلوائی کہ روزہ رکھنا مناسب نہیں۔

ایک سعادت

حضرت چھوٹی آپا کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ حضرت مصلح موعود نے جب قادیان سے ہجرت کا سفر کیا تو آپ حضور کے ساتھ شریک سفر تھیں۔

حضرت اماں جان کی خدمت

حضرت چھوٹی آپا کو ایک زبردست سعادت جو سالہا سال تک حاصل رہی حضرت اماں جان کی خدمت اور معیت تھی۔ چھوٹی آپا کے پاس قادیان میں حضرت اماں جان کے گھر کے جملہ انتظامات کی ذمہ واری تھی اور یہ خدمت ربوہ میں بھی جاری رہی۔ حضرت اماں جان سے چھوٹی آپا کے رشتے تو گہرے اور مضبوط تھے مگر چھوٹی آپا اور ان کے ساتھ متین کو حضرت اماں جان کی غیر معمولی شفقت کی سعادت ملی۔ حضرت مصلح موعود چھوٹی آپا کو حضرت اماں جان کی خدمت کی خاص تاکید فرماتے اس کا علم مجھے اس طرح بھی ہوا کہ حضرت مصلح موعود کی وفات کے بعد جب حضرت چھوٹی آپا پہلی دفعہ حضور کے مزار پر دعا کے لئے گئیں تو بی بی متین اور خاکسار بھی ہمراہ تھے۔ چھوٹی آپا نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا شروع کی مگر دو ایک منٹ کے بعد وہاں سے ہٹ کر حضرت اماں جان کے مزار کے سامنے کھڑی ہوئیں اور لمبی دعا کی پھر حضرت مصلح موعود کے مزار پر واپس جا کر دعا کی۔ بعد میں بتایا کہ جب میں نے حضور کے مزار پر دعا شروع کی تو ایسا محسوس ہوا کہ حضرت مصلح موعود سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور گھور کر مجھے دیکھا کہ ساری عمر تو میں یہ سبق دیتا رہا ہوں کہ پہلے اماں جان کا خیال رکھنا ہے اور پھر اس کے بعد میرا مگر تم ان کے مزار پر دعا سے پہلے میرے مزار پر دعا کر رہی ہو۔ حضرت مصلح موعود نے جس رنگ میں چھوٹی آپا کی تربیت فرمائی یہ اس کی ایک جھلک ہے۔

درس قرآن

حضور کے رمضان میں MTA کے درس شروع کرنے سے پہلے رمضان میں گھر پر ہر سال خاندان میں قرآن مجید کا درس دیتی رہیں جب حضور کا درس MTA پر آنے لگا تو خود درس دینا بند کر دیا۔

کئی بار یہ ذکر کیا کہ حضرت مصلح موعود فرماتے تھے کہ تمہاری یہ بات مجھے بہت پسند ہے تم میرے بچوں سے محبت کرتی ہو اور ان سے شفقت کرتی ہو۔

اطاعت

حضرت چھوٹی آپا کو خلافت احمدیہ کی اطاعت اور ادب و احترام میں حد درجہ بلند مقام حاصل تھا۔ مجھے اور بی بی کو اور ہمارے بچوں کو خوب احساس ہے کہ چھوٹی آپا خود بھی دربار خلافت کے ہر حکم کو شرح صدر کے ساتھ ماننا اپنی سعادت سمجھتی تھیں بلکہ یہی ہمیں سکھاتی اور ایسا ماحول قائم کرتی تھیں جس سے یہ روح زندہ رہے۔ میں نے ان کو ہمیشہ خلافت کا وفادار فدائی دیکھا اور پایا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضمون نویسی اور تقریری مقابلوں کے بارہ میں

حضرت مصلح موعود کی ضروری ہدایات

22- اکتوبر 1950ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سالانہ اجتماع کے موقع پر رات کے وقت بھی مقام اجتماع میں تشریف لائے اس وقت خدام کے تقریری مقابلے ہو رہے تھے جن کے اختتام پر حضور نے خدام سے خطاب فرماتے ہوئے انہیں بیش قیمت ہدایات سے نوازا تھا۔ جو پیش خدمت ہیں۔

دوسری بات میں لیکچراروں کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جلدی جلدی اور زور کے ساتھ بولا جائے تو تقریر زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے نہ جلدی جلدی بولنا تقریر کے اندر اثر پیدا کرتا ہے۔ اور نہ زور سے بولنا تقریر کے اندر اثر پیدا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی تقریر میں بے موقعہ زور سے بولتا ہے۔ تو تقریر کا اثر کم ہو جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ گلے سے اوپر بول رہا ہے دل سے نہیں بول رہا۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ پندرہ سولہ منٹ کے بعد ہی گویائی سے محروم ہو جاتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود نے وہ لیکچر لکھا جو آریوں کی مجلس میں پڑھا گیا اور جس کے نتیجہ میں "چشمہ معرفت" کتاب لکھی گئی۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو چکے تھے۔ ان جیسی آواز والا جماعت میں اور کوئی شخص موجود نہ تھا اور یہ سوال درپیش تھا کہ یہ تقریر کون پڑھے تجویز یہ ہوئی کہ مقابلہ کر کے دیکھا جائے کہ کون شخص زیادہ موزوں ہے کہ اسے تقریر پڑھنے کے لئے کہا جائے۔ مختلف لوگوں نے وہ تقریر پڑھی بڑے بڑے لوگوں میں سے حضرت خلیفۃ المسیح اول۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی تھے۔ ان کے علاوہ اور لوگ بھی تھے۔ میری عمر اس وقت چھوٹی تھی لیکن میں خیال کرتا تھا (شاید یہ اندازہ اب موجودہ عمر کے لحاظ سے ہو) کہ اگر میں وہ تقریر پڑھتا تو غالباً اچھی پڑھتا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اول کی آواز زیادہ بلند نہ تھی۔ اگرچہ آہستہ آہستہ زور پکڑ کر وہ مؤثر ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن وہ اس مقام پر نہیں پہنچتی تھی جہاں تقریر کرنے والا جوش کے ساتھ سامعین کو اپنے ساتھ بہالے جایا کرتا ہے۔ یوں تقریر کے لحاظ سے آپ کی آواز میں بڑا اثر تھا۔ اور مضمون سامعین کے ذہن نشین ہو جاتا۔ اور ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا تھا۔ لیکن پڑھنے میں یہ طریق کامیاب نہیں ہوتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے وہ مضمون تو پڑھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود آپ کے پڑھنے کے طریق پر مطمئن نہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بعد مرزا یعقوب بیگ صاحب نے مضمون پڑھنا شروع کیا۔ ان کی آواز باریک تھی دوسرے وہ عربی سے ناواقف تھے اور مضمون میں چونکہ اکثر قرآنی آیات تھیں نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے غلط پڑھنا شروع کر دیا۔ اور حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ یہ بھی موزوں نہیں اس کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے پڑھنا شروع کیا۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ پہلے دونوں کی آواز میں چونکہ بلندی اور گرج نہیں تھی اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان کا طریق بیان پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے بڑے زور کے ساتھ گرج کی سی آواز میں پڑھنا شروع کیا۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی آواز جلد ہی بیٹھ گئی۔ اور حضرت مسیح نے فرمایا۔ تشریف رکھیں غرض مضمون کو آہستگی سے اور ایسے رنگ میں پڑھنا چاہئے۔ کہ سامعین پڑھنے والے کی آواز میں سموئے جائیں۔ جب تک سامعین پڑھنے والے کی آواز میں سموئے نہیں جاتے۔ اور جب تک ان کا پڑھنے والے کی آواز کے ساتھ اشتراک نہیں پیدا ہوتا۔ اس وقت تک تقریر میں زور پیدا کرنا ان کو قریب کرنے کی بجائے دور کرتا ہے۔

پھر تقریر کرنے والے کو اپنا مضمون اس طرح بیان کرنا چاہئے۔ کہ اسے سارے مضمون کے سارے پہلو مد نظر ہوں۔ بعض دفعہ تقریر کرنے والا اپنا مضمون ایسے طور پر بیان کرتا ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا طریق بیان درست ہے۔ لیکن جن شقوں کی وجہ سے وہ اسے واضح محسوس کرتا ہے وہ سامعین کو معلوم نہیں ہوتیں۔ اس لئے اس کی تقریر بیکار ہو جاتی ہے۔ مثلاً آج ہی بعض مقررین نے کہا ہے۔ کہ یہ بات تو واضح ہے۔ لیکن یہ فقرہ وہاں کہا جاتا ہے۔ جہاں تقریر کرنے والا کسی منطقی نکتہ کی طرف پہلے اشارہ کر دیتا ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر عقل اور سمجھ رکھی ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب ایک انسان کے سامنے کوئی غیر معقول بات پیش کی جائے گی۔ تو وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ چونکہ ہم نے ایک ایسی بات پیش کی ہے۔ جس کو دنیا کے سب لوگ جانتے ہیں۔ اور پھر یہ بات پیش کی کہ اگر انسان کے سامنے کوئی غیر معقول بات رکھی جائے۔ تو وہ اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ تو یہ بات سج جائے گی۔ لیکن اگر ہم کہیں گے کہ یہ بات واضح ہے کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کا ظہور ہونا چاہئے تھا۔ تو یہ بات ہمارے لئے تو واضح ہوگی کہ دنیا کے حالات اس قسم کے ہیں۔ کہ وہ تقاضا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور مبعوث ہو لیکن ایک مخالف تو یہ بات نہیں مانتا۔ پس ہر بات کہتے وقت یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ کہ آیا سننے والا اسے سمجھ سکے گا یا نہیں۔

اس کے بعد میں اس مجلس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میرے نزدیک تقریر کرانے کا یہ طریق جو نکالا گیا ہے۔ غلط ہے۔ بعض تقریریں کرنے والوں نے ایسا مضامین منتخب کئے ہیں جو بہت اہم ہیں۔ لیکن وہ دو منٹ کے بعد چپ ہو گئے۔ دو منٹ میں مضمون کی ماہیت کو بیان کرنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے یہ طریق غلط ہے۔ پھر یہ کہنا کہ تقریر کے لئے نام لکھا دو یہ طریق بھی غلط ہے۔ یہ علم کے مظاہرہ کا موقعہ ہے۔ یہ اجلاس عام انجمنوں کا اجلاس نہیں یہ وہ اجلاس ہے جس میں یہ مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے نوجوانوں کو اتنی مشق کرائی ہے۔ مثلاً جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تقریر کے لئے بعض دفعہ بڑے بڑے عالموں کا بھی نام آجاتا ہے لیکن میں وہ نام کاٹ دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ انہیں پہلے باہر مشق کرا لو۔ اسی طرح یہ خدام الاحمدیہ کا اسٹیج ہے۔ یہاں یہ مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے اپنے خدام کو تقریر کرنے کی کتنی مشق کرائی ہے۔ اور ان کے ذہنوں میں کتنی جلا پیدا کر دی ہے۔ پس ایسے موقعہ پر یہ کہنا کہ تقریروں کے لئے نام لکھوا دو۔ غلط ہے۔ کچھ مضامین پہلے چن لینے چاہئیں اور انہیں باہر بھجوا دینا چاہئے اور بعض ایسے سرکل بنا دینے چاہئیں جن میں سے ایک ایک نمائندہ لے لیا جائے۔ پھر انہیں اختیار دیا جائے۔ کہ وہ اپنی میٹنگ کریں۔ اور اس موضوع پر جس پر ان کے نمائندہ نے اجتماع کے موقعہ پر تقریر کرنی ہے۔ خوب بحث کریں۔ اور دلائل بیان کریں۔ پھر جو نمائندہ منتخب ہو۔ وہ ان دلائل میں سے کچھ دلائل چن لے۔ اور نوٹ لکھ لے۔ یہاں تقریر زبانی ہو۔ لیکن تقریر کرنے والے کو یہ اختیار دینا چاہئے۔ کہ وہ اس کے لئے بعض نوٹ لکھ لے۔ پھر ان لیکچراروں کو کم از کم بیس منٹ ملنے چاہئیں۔ اس طرح دو گھنٹے میں چھ لیکچر ہو جائیں گے۔

جہاں تک تحریری مضامین کا سوال ہے اس بات کی ضرورت نہیں کہ یہاں یہ کہا جائے۔ کہ دوست اس امتحان میں شامل ہونے کے لئے اپنا نام لکھوا دیں۔ بلکہ پرچے بنا کر باہر بھجوا دینے چاہئیں خدام ان پرچوں کی تیاری کریں۔ اور جب یہاں آئیں تو وہ امتحان کے لئے اپنا نام لکھوا دیں۔ یہاں سپروائزروں کے سامنے بیٹھ کر وہ مضامین لکھیں اور ہر سال ایسا کریں۔ جو گروپ قابل ہو جائیں ان کی جگہ دوسرے گروپ لے لئے جائیں۔ اس طرح قدم بہ قدم تمام جماعتوں کے سرکل مقرر کر کے مضامین لکھواؤ۔ اگر آپ لوگوں نے مضمون نویسی کی مشق کرانی ہے۔ تو بے شک امتحان میں شامل ہونے والے کتابیں بھی ساتھ لے آئیں۔ انہیں یہ اختیار دیا جائے۔ کہ وہ ضروری کتابیں دیکھ سکیں۔ لیکن کسی سے مشورہ نہ لیں۔ بہرحال انہیں یہ موقعہ دینا چاہئے۔ کہ وہ مختلف کتابوں سے استنباط کر کے مضامین لکھیں۔ آخر ہم مضامین لکھتے ہیں تو کیا فرشتے آ کر ہمیں نوٹ لکھواتے ہیں ہم بھی دوسری کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور ان سے مسائل اخذ کر کے مضامین لکھتے ہیں۔ ہمارا یہ مقصد نہیں ہونا چاہئے۔ کہ ہمارے نوجوان علوم مروجہ کو استعمال کرنا زیادہ سے زیادہ جانتے ہوں۔ جس طرح کتابوں کا امتحان ہوتا ہے۔ ایک امتحان اس قسم کا بھی ہو۔ لیکن ضروری ہے۔ کہ ایک مضمون مقرر کر دیا جائے۔ مثلاً وفات مسیح کا مضمون ہے۔ ایک سال کے لئے یہ مضمون مقرر کر دیا جائے۔ بے شک آپ بعض سوالات بھی دے دیں۔ مثلاً کسی نے نئے رنگ میں کوئی اعتراض کیا ہے۔ یا کوئی پرانا اعتراض زیادہ اہم ہو گیا ہے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان سوالات کو مد نظر رکھ کر مضمون لکھا جائے صرف شرط یہ ہوگی کہ مضمون اس جگہ لکھنا ہوگا۔ اور سپروائزر کی نگرانی میں لکھنا ہوگا۔ تا معلوم ہو کہ لکھنے والا وہی ہے۔ ہمارا اصل مقصد یہ نہیں کہ خدام کی ذہانت کا امتحان لیا جائے۔ بلکہ ہم نے ان کے علم کا امتحان لینا ہے۔ اور علم کتابوں کے مطالعہ سے پیدا ہوتا ہے۔ پس آئندہ یہ طریق بند کیا جائے۔ اور علاقے اور سرکل مقرر کر دیئے جائیں اور ان سے ایک ایک نمائندہ اس امتحان میں شمولیت کے لئے لے لیا جائے۔ انہیں مضمون پہلے بتا دیا جائے اور یہ اجازت دی جائے کہ لوکل مجلس کے تمام خدام اپنی ایک میٹنگ منعقد کریں۔ اور اپنے نمائندہ کو دلائل لکھوائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ساری کی ساری جماعت اس مضمون کی تیاری میں شامل ہوگی اور ہر خادم یہ کوشش کرے گا۔ کہ اس کی دلیل زیادہ اعلیٰ ہو۔ پھر کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ صرف دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس نے مقررہ وقت میں مضمون لکھ لیا ہے صاحب القلم اسی کو کہتے ہیں۔ جو کسی مضمون کو مقررہ وقت میں لکھ سکے۔ اور صاحب القلم پیدا کرنا ہمارا مقصد ہے۔ پھر تقریری امتحان بھی اسی طرح کا ہونا چاہئے۔

ایک اور چیز بھی ہے جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہاں ایسا کوئی انتظام نہیں کہ اگر مضمون میں کوئی غلطی ہو جائے۔ تو اس کی اصلاح کر دی جائے۔ مثلاً یہی مضمون کہ پاکستان کو کس بلاک میں شامل ہونا چاہئے۔ یہ مضمون طلباء کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اگر کوئی لیکچرار کوئی ایسی بات کہہ دے جو سلسلہ کی پالیسی کے خلاف ہو۔ اور اس کی بعد میں تردید نہ کی جائے۔ تو سننے والا وہی خیال ساتھ لے جائے گا۔ اور کہے گا کہ میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع پر گیا تھا اور وہاں سے یہ بات سن کر آیا ہوں۔ پس اس موقعہ پر ایسا انتظام بھی ہونا چاہئے۔ کہ کوئی شخص کسی قسم کا کوئی غلط خیال اپنے ساتھ لے کر نہ جائے۔ میں بعد میں کوئی ایسا طریق مقرر کروں گا۔ جس سے غلط خیالات کی تردید ہو سکے۔ اور خدام اپنے ساتھ غلط خیالات لے کر نہ جائیں......

یہ ہدایتیں میں آئندہ اجتماع کے متعلق دیتا ہوں۔ تحریری اور تقریری مقابلوں کے لئے مجالس کو پہلے لکھا جائے۔ وہ اپنی میٹنگ بلائیں۔ اور اپنے اپنے نمائندہ کو نوٹ لکھوائیں۔ نمائندہ اپنی اپنی مجلس کے ارکان سے دلائل سن کر آئے۔ اور اگر یہ پتہ لگ جائے کہ بعض اچھے جوان تیار ہو گئے ہیں۔ تو انہیں اسٹیج پر بولنے کے لئے زائد وقت بھی دیا جا سکتا ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سوائے ایک دو نوجوانوں کے کسی نے کوئی خاص بات بیان نہیں کی۔ اور نہ ہی کسی نے یہ خیال کیا ہے کہ جو دو منٹ وقت ملا ہے۔ اس میں میں کوئی اچھی بات بیان کروں (مشعل راہ ص 673 تا 677)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

حیرت انگیز!

اس کائنات میں بعض انتہائی طاقتور قوتیں ایسی خاموشی سے کام کر رہی ہیں کہ ہمیں احساس تک نہیں ہوتا اور بعض ایسے قوانین قدرت ہیں جن کے تحت ہونے والے کام ایک عام آدمی کے لئے معجزہ سے کم نہیں ہیں۔ ان میں سے محض چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ نمبر1۔ ہوائی جہاز عموماً 600 میل فی گھنٹہ سے کم رفتار پر ہوا میں اڑتا ہے لیکن اس معمولی رفتار پر جہاز کے فضا میں بلند ہوتے اور نیچے اترتے وقت کانوں میں بے تحاشا دباؤ اور دل کے عجیب طرح سے بھنچے جانے کا احساس ہوتا ہے۔ خلائی جہاز کی رفتار 25 ہزار میل فی گھنٹہ سے شروع ہو کر کم ہوتی چلی جاتی ہے اور چار پانچ ہزار فی میل تک نیچے آجاتی ہے اور مختلف مراحل پر زمین اور چاند کی کشش ثقل کے اندر ان کی طرف سفر کرتے وقت بڑھتی اور ان سے پرے جاتے ہوئے کم ہوتی رہتی ہے۔ رفتار کی اس کمی وبیشی کے مطابق خلا نوردوں کو خاص طور سے ٹریننگ دی جاتی ہے کہ وہ جسم پر پڑنے والے شدید دباؤ کو برداشت کر سکیں۔ اور زیادہ رفتار کی صورت میں جسم کے زیر و بم کے مطابق خاص طور پر بنے ہوئے بستر پر لیٹ کر خود کو بیلٹ سے باندھ لیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ کیفیت دو منٹ سے زیادہ عرصہ جاری نہیں رہنی چاہئے ورنہ جسم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل جس زمین پر ہم یوں چین کی زندگی گزار رہے ہیں اس کی رفتار کا ذرا اندازہ کریں۔

زمین کی مختلف حرکات کی رفتار

زمین اس کائنات کے وسیع و بسیط خلا میں تین قسم کی تیز حرکات کر رہی ہے۔ ایک تو اس کی لٹو کی طرح گھومنے کی تیز حرکت ہے۔ جو وہ 24 گھنٹوں میں مکمل کرتی ہے۔ اگر ہم کسی گول گھومنے والے پنگھوڑے پر بیٹھ کر جھولے لیں تو چند ہی منٹوں میں ہمیں چکر آنے لگتے ہیں اور دل متلانے لگتا ہے حالانکہ اس جھولے کو صرف ایک آدمی اپنے ہاتھ سے دھکے دے کر گھما رہا ہوتا ہے جس کی رفتار کے ہلکا ہونے کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ بجلی کی موٹر سے چلنے والے جھولے اور بھی خطرناک ہوتے ہیں اور ان میں آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہماری زمین ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے اور ہم اس پر یوں آرام سے زندگی گذار رہے ہیں جس طرح کسی ساکن چیز پر کھڑے ہوں۔ زمین کی دوسری حرکت اس کا کسی جہاز یا خلائی جہاز کی طرح خلا میں سفر ہے۔ زمین 66 ہزار 6 سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھاگی چلی جا رہی ہے اور اس کا یہ سفر سورج کے گرد چکر لگانے کا ہے اور وہ یہ چکر ایک سال میں مکمل کرتی ہے۔ کیا ہمیں کبھی احساس ہوتا ہے کہ ہم ایک ایسی سواری پر سفر کر رہے ہیں جو اتنی تیز رفتار ہے؟ زمین کی تیسری حرکت ہے سورج اور اس کے نو سیاروں کے پورے خاندان کا فرد ہونے کی حیثیت سے اس نظام شمسی کا کہکشاں جسے Milky Way کہا جاتا ہے کے گرد چکر لگانا اور یہ چکر لاکھوں میل فی گھنٹہ کی رفتار سے 28 کروڑ سال میں مکمل ہوتا ہے۔ وہ کون سے قوانین قدرت ہیں جن کے تحت ہم اتنی تیز رفتار مختلف سمتوں میں گھومتی اور بھاگتی ہوئی زمین پر اتنے سکون سے زندگی گذار رہے ہیں کہ کسی حرکت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ کشش ثقل یا کچھ اور؟

2۔ زمین کا حجم اور ساخت

ہر چند کہ زمین کائنات کے اربوں سورجوں کے خاندان میں اپنی جسامت کے اعتبار سے ایک ایک سورج کے مقابلہ میں مٹر کے دانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ بایں ہمہ اس کی جسامت کا یہ حال ہے کہ صرف اس کے اوپر کے چھلکے جو مٹی ریت پتھر وغیرہ سے بنا ہوا ہے کی موٹائی 5 میل سے 25 میل تک ہے۔ گہرے سمندروں کے نیچے جن کی گہرائی 7 میل سے بھی زیادہ ہے اس چھلکے کی موٹائی کم ہے اور اونچے پہاڑوں کے نیچے جن کی اونچائی ساڑھے پانچ میل تک ہے اس چھلکے کی موٹائی زیادہ ہے۔ اس چھلکے سے نیچے گرم حصہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس گرم حصہ کی پہلی پرت 1400 میل موٹی ہے اور اس سے نچلی دوسری پرت 1800 میل موٹی ہے۔ یہاں زمین کا درجہ حرارت 2200 درجہ سنٹی گریڈ ہے جو کسی بھی سٹیل مل کے درجہ حرارت سے زیادہ ہے اور یہاں ہر چیز پتھر لوہا و دیگر معدنیات پگھلی ہوئی شکل میں ہیں۔ اس 3200 میل گہرائی کے بعد زمین کا اصل مرکز واقع ہے جو 800 میل موٹا ہے اور جس کا درجہ حرارت 5000 درجہ سنٹی گریڈ ہے۔ گویا زمین کی سطح سے لے کر اندر مرکز تک اس کی موٹائی چار ہزار میل ہے۔ اس طرح زمین کا قطر آٹھ ہزار میل بن جاتا ہے۔ جس طرح پوری زمین خلا میں گردش کر رہی ہے اور تیزی سے سفر کر رہی ہے۔ اسی طرح اس کے اندرونی حصے بھی ساکن نہیں ہیں زمین کا اندرونی حصہ سات بڑی اور سات چھوٹی پلیٹوں کے علاوہ کچھ دیگر پلیٹیں ملا کر کل بیس پلیٹوں پر مشتمل ہے جو پگھلے ہوئے اندرونی مرکز پر تیر رہی ہیں یعنی مسلسل حرکت کرتی رہتی ہیں۔ کبھی آمنے سامنے کی حرکت سے ٹکرا کر اس کے سامنے کے حصے دباؤ کے نتیجے میں اوپر کو اٹھ کر پہاڑ بن جاتے ہیں اور کبھی سامنے سے پچک کر سمندروں کی گہری کھائیاں جنم لیتی ہیں۔ اگر دو پلیٹیں ایک دوسری سے رگڑ کھاتی ہوئی گذریں تو زمین میں کئی میل گہری دراڑ پڑ جاتی ہے جس کو fault فالٹ کہا جاتا ہے۔ اکثر یہ دراڑ زمین کے اندر ہوتی ہے اور اوپر سے نظر نہیں آتی مگر بعض دفعہ سطح زمین پر بھی آجاتی ہے اور میلوں لمبی گہری خوفناک دراڑ ظاہر ہو جاتی ہے جیسا کہ کیلیفورنیا کے قریب موجود ہے۔ زمین کی ان پلیٹوں کے بے انتہا بڑے حجم اور اس کے نتیجے میں شدید باہمی دباؤ سے ہی آتش فشاں پہاڑ لاوا اگلتے ہیں اور ان ہی کی وجہ سے زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ دنیا میں ایک سال بھر میں لاکھ کے قریب زلزلے آتے ہیں مگر وہ اتنے خفیف ہوتے ہیں کہ زندگی کی ہماہمی میں ہمیں ان کا احساس ہی نہیں ہوتا مگر تاریخ میں درجنوں ایسے زلزلے بھی موجود ہیں جن میں ایک ایک زلزلے میں لاکھوں جانیں تلف ہوئیں اور میلوں لمبے علاقے نیست و نابود ہو گئے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ زمین کی پلیٹوں کے باہمی دباؤ سے جو بڑا زلزلہ پیدا ہوتا ہے اس کی طاقت ایک ہزار ایٹم بم کے برابر ہوتی ہے۔

3۔ ایٹم بم کی توانائی

اس ایک ہزار ایٹم بم میں سے صرف ایک بم کو ہی لے کر اس کی توانائی کا اندازہ کریں تو پھر ایک زلزلے کی طاقت کا اندازہ کرنے میں کچھ آسانی ہو گی۔ ایک ایٹم بم کے زمین کی سطح کے اوپر پھٹنے کے نتیجہ میں ہیروشیما اور ناگاساکی کے شہر نیست و نابود ہو گئے تھے یعنی ایٹم بم سے نکلنے والی بے اندازہ توانائی۔ حرارت اور شاک ویوز Shock Waves سے ایک منٹ سے بھی کم وقفے میں جو بیسیوں میل کے رقبہ میں فوری تباہی ہوتی ہے اس سے کئی گنا زیادہ وہ تباہی ہے جو بعد ازاں سالوں تک اس کے نتیجہ میں تابکاری اور فال آؤٹ Fallout سے پیدا ہوتی ہے۔ ایٹم بم پھٹنے کے ساتھ ہی آگ کا ایک دیو ہیکل گولا پیدا ہوتا ہے جو چھتری کی طرح فضا میں بلند ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی دھماکے کے نتیجہ میں اٹھنے والی گرد و غبار کے بادل فضا میں چھا جاتے ہیں۔ بے پناہ حرارت سے ہر طرف آگ لگ جاتی ہے اور شاک ویوز اور قیامت خیز ہوا کے دباؤ سے ہر ذی روح آناً "فاناً" موت کی نیند سو جاتا ہے اور عمارات زمین بوس ہو جاتی ہیں۔ لیکن گرد و غبار کا اٹھتا ہوا طوفان بھی تابکاری سے پر ہو جاتا ہے اور اپنے دامن میں مختلف بیماریوں اور موت کو سمیٹے ہوئے چاروں طرف فضا میں پھیلنے لگتا ہے۔ فضا کی پہلی تہ جسے ٹروپوسفیئر Troposphere کہا جاتا ہے اور جہاں بادل وغیرہ بنتے ہیں وہاں پہنچ کر گرد و غبار کے بھاری ذرات زمین پر گرنا شروع ہو جاتے ہیں لیکن اس وقت تک وہ دھماکہ کی جگہ سے میلوں دور پہنچ چکے ہوتے ہیں اور ان کو زمین پر گرنے میں کئی ماہ کا عرصہ لگ جاتا ہے۔ اس طرح ایٹم بم کی تباہ کاری مہینوں تک ان تابکار ذرات کی صورت میں زمین پر برستی رہتی ہے۔ گرد و غبار کے نسبتاً ہلکے ذرات اس سے اوپر کی فضا کی تہ جسے سٹریٹو سفیئر Stratosphere کہا جاتا ہے میں پہنچ کر سینکڑوں میل دور تک پھیل جاتے ہیں اور سالہا سال تک زمین پر بیماریوں کی صورت میں برستے رہتے ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ امریکہ جیسے بڑے رقبہ کے ملک کے درمیان میں سطح زمین کے اوپر گرایا گیا ایک بم بالآخر سارے امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ تو یہ ہے ایک ایٹم بم کی طاقت۔ تو اگر زمین کی مختلف پلیٹوں کو آپس میں دبانے کی طاقت ایک ہزار ایٹم بم کے برابر ہے تو اس سے پیدا ہونے والے آتش فشاں پہاڑ اور زلزلے قیامت خیز کیوں نہ ہوں گے۔

شیشے کے دھاگے

اب آیئے ذرا تصویر کے دوسرے رخ پر ایک نظر ڈالیں۔ زمین کی سطح پر پائی جانے والی ریت Silica سے بننے والا نرم و نازک شیشہ جو اتنی نازک چیز ہے کہ ذرا سی ٹھوکر سے ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں لچک نام کی کوئی شے نہیں۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ آپ اس کو بغیر پگھلائے ہوئے موڑ سکیں۔ اس پر خراش تک آئی ہوئی کو بھی درست نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اسی شیشے کو جب باریک دھاگوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے تو ان میں بے انتہا لچک۔ نفاست اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے اور ان سے نفیس کپڑے بنے جاتے ہیں جو نہ سکڑتے ہیں نہ ان پر سلوٹیں پڑتی ہیں نہ ان کے رنگ پھیکے پڑتے ہیں نہ دھونے کے بعد ان کو استری کرنا پڑتا ہے اور اپنی چمک اور آب و تاب میں اپنا جواب آپ ہیں۔ شیشے کے انتہائی باریک تاروں سے اون بنائی جاتی ہے جسے گلاس وول glass Wool کہا جاتا ہے۔ جو شور کم کرنے میں استعمال ہوتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ وہ میٹیریل جس سے شیشہ تیار کیا جاتا ہے اس سے ایک آدھے انچ مکعب کی ڈلی بنائی جاتی ہے۔ اس کو ایک خاص سلنڈر میں پگھلا کر ہوا کے تیز دباؤ کے تحت نہایت باریک سوراخوں میں سے گزارا جاتا ہے جس سے ایک انچ کے 1/1000 ہزارہویں حصہ کے برابر موٹائی کے یعنی بال سے کئی گنا کم موٹائی کے ریشے ان سوراخوں سے نکلتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس ایک ڈلی میں سے بننے والے ریشے کی لمبائی 95 میل سے زیادہ ہے۔ ان ریشوں کو آپس میں جوڑ کر دھاگے کی طرح پھرکی پر لپیٹ لیا جاتا ہے۔ بے حد باریک ہو جانے کے نتیجہ میں ان میں لچک اور مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے اور ان سے کپڑا بنا جا سکتا ہے۔ اگر اس شیشے میں پلاسٹک کی آمیزش کر دی جائے تو اس کی مضبوطی اپنی موٹائی کے برابر سٹیل کے تار سے آٹھ گنا ہو جاتی ہے۔ یہ ہیں قوانین قدرت۔ جس طرح اگر ایک سوئی کو بے انتہا تیزی کے ساتھ ایک فٹ موٹے لوہے کے ٹکڑے پر کئی ہزار فی سیکنڈ کی رفتار سے مارا جائے تو وہ اس میں سے یوں گذر جائے گی جیسے مکھن میں سے چھری۔ ایسا ہی شیشے کو باریک دھاگے میں تبدیل کر دینے سے اس کی صفات بالکل بدل جاتی ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

نکاح

○ مکرم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب دارالرحمت شرقی ربوہ تحریر فرماتے ہیں۔

مکرم کلیم احمد صاحب آرکیٹکٹ ابن مکرم اقبال احمد صاحب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ مبارکہ طاہرہ صاحبہ بنت مکرم انعام اللہ اختر صاحب چیف انجینئر واپڈا۔ لاہور مبلغ ایک لاکھ روپے حق مہر پر مکرم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ نے 5۔ نومبر 1999ء کو قبل از نماز جمعہ بیت التوحید لاہور میں کیا۔ مکرم کلیم احمد صاحب مکرم چوہدری اللہ داد خاں صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب کے پوتے اور عزیزہ مبارکہ طاہرہ۔ مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم سابق امیر ضلع ملتان کی نواسی ہیں۔

احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رشتے کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

درخواست دعا

○ مکرم حکیم محمد قدرت اللہ چیمہ صاحب مکان نمبر 6/6 دارالرحمت غربی ربوہ کی ہمشیرہ امتہ السلام کوثر کی بیٹی جس کی عمر سوا ماہ ہے کینیڈا میں بیمار ہے۔ اس کے دل کا میجر آپریشن ہوا ہے۔ آپریشن خدا کے فضل سے کامیاب ہوا ہے۔ ابھی انتہائی نگہداشت میں ہے اور مصنوعی سانس دیا جا رہا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ شافی مطلق خدا تعالیٰ ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور جلد شفاء کاملہ عطا فرمائے آمین۔

○ مکرم صوفی محمد شریف صاحب ھلاں / آرام باڑی (کوٹلی) اپنی پریشانیوں اور مشکلات کے دور ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

☆ عزیزہ ندرت جہاں مریم بنت مکرم ماسٹر مختار احمد خان کنری (سندھ) نے ایف ایس سی میں 826 نمبر لے کر کامیابی حاصل کی ہے۔

عزیزہ کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم محمد طاہر اقبال سیلونی صاحب محلہ دارالنصر غربی ربوہ کے ماموں مکرم عبدالصمد شفیق صاحب ولد محمد صدیق چوہان صاحب مرحوم جمعتہ المبارک 99-11-5 کو بسیمہ سے کوئٹہ جاتے ہوئے اپنی گاڑی کے حادثہ میں وفات پاگئے۔

آپ مکرم عبدالرحیم مدہوش صاحب مرحوم آف کراچی کے داماد تھے انہوں نے بیوہ کے علاوہ تین چھوٹے معصوم بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور گھر والوں کو صبر جمیل عطا کرے۔

امداد طلباء

مخیرّ احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

شعبہ امداد طلباء اس وقت انتہائی اعانت کا محتاج ہے۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اس شعبہ کے وظائف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ تعلیم جو کہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات و صدقات شعبہ امداد طلباء کے لئے بھجوائیں تاکہ ضرورت مند طلباء کی حسب ضرورت امداد کی جاسکے۔

امید ہے تمام مخیر احباب اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ رقم بد امداد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔

(نگران امداد طلباء)

بقیہ صفحہ 4

سرچشمہ دل ہے جیسا کہ میں پینتیس برس سے اس بات کا مشاہدہ کر رہا ہوں کہ خدا کا الہام جو معارف روحانیہ اور علوم غیبیہ کا ذخیرہ ہے دل پر ہی نازل ہوتا ہے بسا اوقات ایک ایسی آواز سے دل کا سرچشمہ علوم ہونا کھل جاتا ہے کہ وہ آواز دل پر اس طور پر بشدت پڑتی ہے کہ جیسے ایک ڈول زور کے ساتھ ایک ایسے کنویں میں پھینکا جاتا ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے تب وہ دل کا پانی جوش مار کر ایک غنچہ کی شکل میں سربستہ اوپر کو آتا ہے اور دماغ کے قریب ہو کر پھول کی طرح کھل جاتا ہے اور اس میں سے ایک کلام پیدا ہوتا ہے وہی خدا کا کلام ہے پس ان تجارب صحیحہ روحانیہ سے ثابت ہے کہ دماغ کو علوم اور معارف سے کچھ تعلق نہیں۔ ہاں اگر دماغ صحیح واقعہ ہو اور اس میں کوئی آفت نہ ہو تو وہ دل کے علوم مخفیہ سے مستفیض ہوتا ہے۔ اور دماغ چونکہ منبت اعصاب ہے اس لئے وہ ایسی کل کی طرح ہے جو پانی کو کنویں سے کھینچ سکتی ہے اور دل وہ کنواں ہے جو علوم مخفیہ کا سرچشمہ ہے یہ وہ راز ہے جو اہل حق نے مکاشفات صحیحہ کے ذریعہ سے معلوم کیا ہے جس میں میں خود صاحب تجربہ ہوں۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن نمبر 23 ص 282۔ 283)

عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

روسی فوج کا قبضہ چیچنیا میں روسی فوج نے ایک اور شہر اشخولی مرتان پر قبضہ کر لیا ہے۔ روسی ٹیلی ویژن نے بتایا کہ گروزنی سے 30 کلومیٹر دور اس قصبہ پر لڑائی کے بغیر ہی قبضہ کر لیا ہے۔

یورپ میں روایتی فوجوں کی کمی استنبول میں امریکہ اور روس سمیت 30 ممالک نے یورپ میں روایتی فوجوں کی کمی کا تاریخ ساز معاہدہ کیا ہے۔ دستخط استنبول میں یورپی سلامتی و تعاون کونسل کے اجلاس میں کئے گئے۔ روس نے چیچنیا میں 90ء کے معاہدے کی خلاف ورزی کا اعتراف کر لیا ہے اجلاس کے آخری روز روسی جارحیت پر بحث ہوئی۔

مقبوضہ کشمیر میں جھڑپیں مقبوضہ کشمیر کے مختلف علاقوں میں مجاہدین اور بھارتی فوجیوں کے درمیان جھڑپوں میں 16 بھارتی فوجی ہلاک اور دو مجاہد شہید ہو گئے ہیں۔ البدر مجاہدین نے بھارتی فوج کے کیمپ پر راکٹ برسائے کیمپ جل کر راکھ ہو گیا۔ سری نگر کے قریب البدر کے ڈویژنل کمانڈر صلاح الدین کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔

پاکستان اپنے عوام کی فکر کرے چیچنیا پر روسی حملوں کی مذمت کرنے پر روس نے پاکستان کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کو روس میں رہنے والے مسلمانوں کی صورتحال پر تشویش نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسے خود اپنے عوام کی فکر کرنی چاہئے جو مشکل صورتحال سے دوچار ہیں۔

کشیدگی بڑھ سکتی ہے بھارتی فضائیہ کے سربراہ نے کہا ہے کہ پاکستان میں فوجی حکومت آنے سے پاک بھارت کشیدگی بڑھ سکتی ہے۔ پڑوسی ملک کی صورتحال پر نگاہ رکھنا ہوگی۔ نئی حکومت آنے سے پاکستان کے مخصوص رویئے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ کارگل سے پاکستانیوں کو نکالنا بہت مشکل تھا' ایک وقت پر مایوسی چھانے لگی تھی۔ فضائیہ نہ ہوتی تو بھارتی فوج کا شدید نقصان ہوتا۔

تودہ گرنے سے 41۔ افراد ہلاک برازیل کی بندرگاہ پر تودہ گرنے سے 41۔ افراد ہلاک اور 80 لاپتہ ہو چکے ہیں۔ رائیو نیگرو میں 12 چھوٹے بحری جہاز۔ 15 کشتیاں اور 13 کاریں مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہیں۔

فلپائن میں جھڑپیں فلپائنی مجاہدین اور فوج کے درمیان شدید لڑائی میں 32۔ افراد ہلاک ہو گئے جنوبی فلپائن کی آزادی کے لئے برسرپیکار مورو اسلامک لبریشن فرنٹ اور سرکاری فوج کے درمیان شدید تصادم ہوا۔ منڈا ناؤ جزیرے میں بھاری اسلحہ سے لیس 8 ہزار مسلمان چھاپہ مار موجود ہیں۔ صدر فلپائن نے امن کی اپیل کی ہے۔

پائپ لائن بچھانے کا معاہدہ ترکی اور آذربائیجان کے درمیان پائپ لائن بچھانے کا معاہدہ طے پا گیا ہے۔ جس پر 3۔ ارب ڈالر لاگت آئے گی۔ پائپ لائن 1730 کلومیٹر لمبی ہوگی۔ امریکی صدر نے بطور گواہ اس معاہدہ پر دستخط کئے ہیں۔

پاکستان سے دوستی کا فیصلہ افغانستان کے شمالی اتحاد نے پاکستان کے ساتھ اپنے روابط استوار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مذاکرات کے لئے ان کا نمائندہ وفد پاکستان آ چکا ہے جو پاکستان کے ساتھ افغانستان بحران پر بات چیت کرے گا۔

آزاد کشمیر میں احتساب بیورو آزاد کشمیر میں بھی احتساب بیورو کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جس کے سربراہ سپریم کورٹ کے جج محمد یونس سرکھوی ہوں گے۔

فیضان کا ذریعہ

خدا تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفات میں سے ایک صفت تکلم بھی ہے کیونکہ وہی ذریعہ فیضان اور ہدایتوں کا ہے لیکن بموجب عقیدہ آریوں کے کروڑہا برس کی مدت گزر گئی کہ وہ صفت بھی پرمیشر میں مفقود ہو گئی ہے۔ اور اب نعوذ باللہ پرمیشر ہمیشہ کے لئے گونگے کے طور پر ہے اور کلام کرنے پر قادر ہی نہیں اور اس صفت کے مسلوب ہونے سے دو نقصان ہوئے ہیں۔ 1۔ ایک یہ کہ پرمیشر ہمیشہ کے لئے ناقص ٹھہر گیا گویا اس کی صفات کے اعضاء میں سے ایک عضو کٹ گیا۔ 2۔ دوسرے یہ کہ اس کے فیضان الہامی سے ہمیشہ کے لئے آریہ ورت کے لوگ محروم رہ گئے۔ اور ان کے مذہب کا تمام مدار صرف قصوں کہانیوں پر رہا۔ مگر (دین) کلام الٰہی کی صفت کو کبھی معطل نہیں کرتا اور (دین) کی رو سے جیسا کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے مکالمہ مخاطبہ کرتا تھا اب بھی کرتا ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن نمبر 23 ص 188۔ 189)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ : 20 نومبر۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 14 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 25 درجے سنٹی گریڈ
سوموار 22۔ نومبر۔ غروب آفتاب۔ 5-08
منگل 23۔ نومبر۔ طلوع فجر۔ 5-16
منگل 23۔ نومبر۔ طلوع آفتاب۔ 6-41

نواز شریف کی خصوصی عدالت میں پیشی

معزول وزیر اعظم نواز شریف کو کراچی کی خصوصی عدالت میں پیش کیا گیا۔ سماعت کے دوران طیارہ ہائی جیک کرنے کا الزام مسترد کرتے ہوئے میاں نواز شریف نے کہا کہ میں بے قصور ہوں۔ کسی سازش میں ملوث نہیں۔ عدالت میں پیشی تک الزامات کا مجھے علم نہیں تھا۔ مجھے کسی سے ملنے نہیں دیا گیا۔ اہل خانہ، بھتیجے حمزہ شریف اور بھائی شہباز شریف سے ملایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جمہوری حکومت کو گن پوائنٹ پر ہائی جیک کیا گیا ہے۔ میاں نواز شریف نے عدالت کو بتایا کہ انہیں قید تنہائی اور سخت ترین پہرے میں رکھا گیا۔ جج نے دریافت کیا کہ کیا آپ پر جسمانی تشدد تو نہیں کیا گیا۔ اس کے جواب میں میاں نواز شریف نے کہا کہ جسمانی تشدد کے سوا میرے ساتھ سب کچھ کیا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ مجھے پہلے راولپنڈی میں چھوٹے سے کمرے میں رکھا گیا۔ پھر مجھے مری منتقل کر کے سرد موسم میں ایک چھوٹے سے کمرہ میں رکھا گیا جہاں کوئی سہولت میسر نہ تھی۔

معزول وزیر اعظم کا ریمانڈ

عدالت نے معزول وزیر اعظم کا 22 نومبر تک ریمانڈ دے دیا ہے اور 26 نومبر کو چالان پیش کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے جج نے نواز شریف کی اہلیہ اور بیٹوں کو 22 نومبر کو ان سے ملاقات کرانے کا حکم بھی دیا ہے۔ طیارہ کیس کے دیگر چار ملزموں غوث علی شاہ، شاہد خاقان عباسی رانا مقبول اور امین اللہ چوہدری کے ریمانڈ میں 22۔ نومبر تک توسیع کر دی گئی ہے۔

سپریم کورٹ پر حملہ کیس

عدالت عظمیٰ پر حملہ کیس کے سلسلہ میں میاں نواز شریف کی 7 دسمبر کو طلبی کی گئی ہے۔ قانون کے مطابق قبل ازیں چیف جسٹس نے اس وقوعہ کی عدالتی تحقیقات مکمل کروادی تھی اور اس کیس کے کسی ملزم کو بری نہیں کیا تھا بلکہ شہادتیں نامکمل تھیں اور گواہوں کے بیانات توہین کے جرم کو ثابت نہیں کرتے۔ توہین عدالت کے اس مقدمہ کا قبل ازیں صادر کردہ فیصلہ کے خلاف اپنی نوعیت کی یہ پہلی اپیل ہے جس کا از سر نو جائزہ لیا جا سکتا ہے۔

عدالت کے باہر ہنگامہ

طیارہ کیس کے بڑے ملزم میاں نواز شریف کی انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں پیشی کے موقع پر مسلم لیگی خواتین پر پولیس اس وقت ٹوٹ پڑی جب خواتین نے نواز شریف کے حق میں نعرے لگائے اور ہنگامہ کیا۔

مقدمہ پر نظر رکھیں گے

امریکہ نے کہا ہے کہ نواز شریف کے خلاف مقدمے پر نظر رکھیں گے۔ غیر جانبدارانہ انصاف کیا جائے۔

وعدہ نبھائیں گے

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ خارجہ پالیسی نہیں بدلے گی۔ عالمی سطح پر کئے گئے وعدے نبھائیں گے۔

پھانسی کا کوئی امکان نہیں

بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ برطرف وزیر اعظم میاں نواز شریف کو پھانسی کا کوئی چانس نہیں۔

رائے ونڈ محل سے اربوں روپے اور سونا برآمد

فرنٹیئر پوسٹ کی ایک رپورٹ کے مطابق فوجی حکام نے رائے ونڈ محل پر چھاپے کے دوران، سونا ہیرے، 11۔ ارب روپے نقد اور ایک کروڑ پاؤنڈز برآمد کرنے کے علاوہ 60 قیمتی ترین گھڑیاں جن پر ہیرے لگے ہوئے ہیں بھی برآمد کر لی ہیں۔ شریف خاندان کی ملکیت رائے ونڈ محل نے سومنات کے مندروں اور عہد قارون کی یاد تازہ کر دی ہے۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات
خریدنے اور بنوانے کیلئے تشریف لائیں
راجپوت جیولرز
گول بازار - ربوہ 04524-213160 ☎

رجسٹرڈ سی پی ایل نمبر 61